مولانا عبدالحق حقانیؒ اور قرآن پر استشراقی اعتراضات

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی*

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن**

Maulana Abd-ul-Haq Haqqani had deep love to preach Islam. That is why he stressed to establish a preaching department in Nadwat-al-ulema Lucknow. He took a firm stand whenever the opponents of Islam tried to malign the sacred and illuminated face of Islam with their absurd and folly objections. He defended Islam with crushing replies. As a result the enemies of Islam fled.In fact the orientalists and their allies have no proof to prove that The Holy Quran has been changed. In the light of the proofs which have been provided by The Holy Prophet with revelation we claim that the people of book cannot provide even a single evidence from Tourah and Gospel to prove that The Holy Quran is not revealed by Allah Almighty or the Muslims made alteration deliberately in Quran. We challenge those orientalists who believe in prophet hood and divine religions saying.

﴿هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾. (Al-Baqara 2: 111) "produce your proof if you are truthful".

In fact these researchers so called fabricated false stories about the tempering/changing of The Holy Quran. They raised the abundance of objections on The Holy Quran and revelation. We have no need at all to apologize and inspire with awe by their vitiated research. The uniformity and security of all the editions of The Holy Quran is a clear proof of the truth of Quran. Infect The Holy Quran performed basic role to spread Islam. The hearts were subdued with Quran and not with the swords. Every person inspires with awe by Quran as much as he has great skill in Arabic Language and literature. When the Colonel Jamal Abd-al-Nasir had forbidden the Jews to recite The Holy Quran under the educational reformations in Egypt they agitated against this prevention and said: we are prohibited from the recitation of the best book of our language.

مولانا حقانی کی بہت ساری تصانیف ہیں، جن میں سے خاص خاص نامی شرح حسامی جو عربی مدارس کے درس میں شامل ہے، اس کے بعد آپ نے امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف حجۃ اللہ

*چیئرمین، شعبہ علومِ اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

البالغۃ کی شرح حجۃ اللہ لکھی جس کو علمائے ہند نے استحسان کی نظر سے دیکھا، بعد ازاں سکولوں کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے (جس کو آپ پسند نہیں فرمایا کرتے تھے) کہ یہ تعلیم مسلمان بچوں کو اسلام سے بیگانہ بنا دے گی، دہریت اور الحاد پیدا کر دے گی، اور مخالفین اسلام کی دریدہ ذہنی کا خیال فرماتے ہوئے آپ نے علم الکلام میں عقائد الاسلام کے نام سے ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ اس زمانہ میں سرسید احمد خان صاحب کی تفسیر القرآن شائع ہوئی جس میں دوزخ جنت ملائکہ وغیرہ کی وہ تاویلات پیش کی گئیں جن سے قرآن کا مفہوم ہی بدل گیا۔ اس تفسیر کی اشاعت سے مسلمانوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا بالخصوص طبقہ علماء میں غم وغصہ کے جذبات بھڑک گئے۔ اس تفسیر کا اندازہ اس ''زمانہ'' میں پرویز صاحب کی تصانیف سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ دہلی کے علماء خصوصاً تلامذہ مدرسہ عربیہ فتح پوری ''حقانی منزل'' میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ اس کا جواب آپ لکھیں، آپ نے اس کے جواب میں دو سو صفحات پر ایک کتاب لکھی جو بعد میں مقدمہ ''تفسیر حقانی'' کے نام سے موسوم ہوئی اس میں سرسیّد مرحوم کی لغزشوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے عقلی ونقلی دلائل سے جوابات دیئے گئے تھے چنانچہ یہ کتاب طبع ہو کر اشاعت پذیر ہوئی جسے طبقہ علماء نے بے حد پسند فرمایا، اس کے بعد آپ نے تفسیر حقانی کی تالیف پر توجہ دی جو تقریباً دو سال میں مکمل ہوئی۔[1]

حمیت اسلامی اور تبلیغی خدمات

تبلیغ اور اشاعت اسلام سے آپ کو خاص شغف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تبلیغی شعبہ قائم کرنے پر زور دیا تھا۔ جب کبھی اعدائے اسلام نے اسلام کے مقدس ومنور چہرے کو اپنے بیہودہ اور لغو اعتراضات سے گرد آلود کرنا چاہا تو آپ سینہ سپر ہو گئے اور دندان شکن جواب دیئے کہ اُن کو راہِ فرار ہی اختیار کرنا پڑی۔[2]

وفات: ۱۹۱۱ء میں آپ کو مدرسہ عالیہ کلکتہ کا صدر مدرس مقرر کیا گیا، آپ پانچ سال تک صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہے۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے آب وہوا نے آپ کی صحت پر بہت اثر ڈالا چنانچہ آپؒ ۱۹۱۶ء میں دہلی واپس تشریف لائے اور یہاں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۳۶ھ۔[3] مطابق ۱۹۱۷ء اکہتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ)[4]

مستشرقین نے قرآن مجید پر طرح طرح کے بے سروپا اعتراضات کیے ہیں۔ وہ قرآن کی تاثیر تسلیم کرنے کی بجائے یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ کبھی تصریف آیات پر اعتراض کرتے ہیں اور کبھی قرآن کو متبدل اور محرف ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے قصہ غرانیق

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(جو کہ ہرگز ثابت نہیں) کی آڑ میں وحی میں شیطانی آمیزش کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اسی طرح ناسخ و منسوخ، ترتیب قرآن، سبعۃ احرف وغیرہ پر انہوں نے اشکالات کھڑے کیے ہیں۔

قرآن مجید کی اثر انگیزی: قلوب و اذہان میں تاثیر کے اعتبار سے قرآن اپنی مثال آپ ہے۔ مولانا عبدالحق حقانیؒ لکھتے ہیں: کلام کے اسلوب کے بدلنے سے نشاط خاطر پیدا ہوتا ہے کہ جس کو ہر صاحب ذوق سلیم جانتا ہے اور یہ کلام میں ایسا ہے کہ جیسا کھانے میں نمک اور انہی خوبیوں سے عرب قرآن سن کر وجد میں آتے اور آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے۔ روایت ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب چند لوگ ایمان لائے تھے اور مشرکین کے خوف سے بیچارے ایماندار بلکہ سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ رہتے تھے اور جس طرح شہر یروشلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے حواریوں پر ہر طرف سے مار اور طعن و تشنیع کی بوچھاڑ تھی۔ یہی حال مکہ میں حضرتؐ اور صحابہؓ جانباز کا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ بڑے تاجر تھے، لوگ ان کا خیال کرتے تھے۔ ان کے گھر سے باہر ایک چبوترہ تھا اُس پر بیٹھ کر نہایت درد سے قرآن مجید پڑھتے اور اس کے اثر جاں گداز سے شمع کی طرح روتے تھے، ایک تو قرآن مجید کی وہ روح کو کپکپا دینے والی نئی نئی باتیں رستہ چلنے والی عورتوں، مردوں، بوڑھوں اور بچوں کے کان میں پڑتیں۔ اُس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا درد اور اصلی لب لہجہ سے پڑھنا۔

وصف اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا
پھر تو جو سنتا تھا کھڑا ہو کر سر دھنتا تھا
ایک اژدحام اور مجمع خاص و عام ہو جاتا تھا[5]

جو سخت منکر ننگی تلوار لے کر مارنے آتے تھے آنکھوں سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ہر روز بہت سی عورتیں اور بہت سے مرد ایمان لاتے اور اس پر مخالفوں کی ہر قسم کی اذیت اٹھاتے تھے۔ کوئی دھوپ میں چومیخا کیا جاتا ہے، کسی پر کوڑے پڑ رہے ہیں۔ کسی کو مار پیٹ رہی ہے، کوئی جلاوطن کیا جاتا ہے، کوئی جان سے مارا جاتا ہے۔ میاں سے بی بی اس بارے میں لڑ رہی ہے۔ میاں بی بی کو سمجھا رہا ہے۔ مگر دل میں قرآن کا اثر روز افزوں اور عشق الٰہی میں ہر دم حالت دگرگوں ہے، نہ کسی قسم کی تکلیف کا ڈر، نہ جلاوطنی کا خوف و خطر۔ یہ حال دیکھ کر لوگوں نے یہ کہا کہ ابوبکر جادوگر ہے۔ جانے یہ کیا پڑھتا ہے کہ جو نہایت پُر اثر ہے، لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی مکہ سے نکال دیا۔[6]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قرآن مجید نے اشاعت اسلام میں بنیادی کردار ادا کیا۔ دلوں کو تلوار سے نہیں بلکہ قرآن سے رام کیا گیا۔ مولانا حقانیؒ لکھتے ہیں: الغرض قرآن مجید کے اس اثر بے حد سے تمام عرب میں کھلبلی پڑ گئی۔ جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم نے جا کر قرآن کی منادی کی وہیں ہزاروں سرکش اور بت پرست سن کر لوٹ پوٹ ہو گئے اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم ملک حبشہ میں گئے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے، کہ جو اہل کتاب کا بڑا عالم تھا، قرآن سنا، اس کا اور اس کے ارکانِ دولت کا دل ایمان سے بھر گیا اور سب ارباب جلسہ بے اختیار رونے لگے۔ اسی طرح جہاں قرآن پہنچا وہیں اس نے اپنا اثر دکھایا۔ اس لئے چند سال میں شرق سے غرب تک اکثر سرسبز سلطنتوں میں اسلام پھیل گیا۔ افسوس متعصب پادری شیوع اسلام تلوار کے زور سے بتا کر اسلام پر عیب لگاتے ہیں۔[7]

فصاحتِ قرآن مجید: قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت واضح کرتے ہوئے مولانا حقانی لکھتے ہیں: واضح ہو کہ قرآن مجید عرب کی نہایت فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا ہے کہ جس کا مثل بنانا طاقت بشریہ سے باہر ہے۔ اس وقت کے تمام عرب العرباء اس کی بلاغت و فصاحت کے آگے عاجز آ گئے تھے۔ مقابلہ حروف سے مقابلہ سیوف اُن کے نزدیک آسان تھا، حالانکہ وہ لوگ اسباب فصاحت و بلاغت میں آنحضرت سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جہاں کے آپ رہنے والے تھے وہیں کے وہ بھی رہنے والے تھے۔ وہ بھی پھر ایک نہیں بلکہ مجتمع ہو کر بھی اس کا مثل نہ بنا سکے اور ایک سورت کا دسواں حصہ بھی نہ لا سکے۔ باوجود یہ کہ ان کو عار دلا کر کہا جاتا تھا کہ

﴿فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ وَ ادْعُوا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ﴾[8]

مولانا عبدالحق حقانیؒ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں وضاحت کلام وجوہ واسباب کو بتفصیل بیان اور قرآن کی فصاحت و بلاغت کو نمایاں کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ قرآن ایک ایسی فصیح و بلیغ عربی کتاب ہے کہ آج کل شام، جرمن وغیرہ کے عیسائی عربیت میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن کا کوئی نقص ثابت نہیں کر سکے جب کہ اس کے برعکس برصغیر کے جہلاء پوادر ہیں جو عربی کی ابجد سے بھی کورے ہیں لیکن قرآن کی فصاحت پر بے تکے اعتراضات جڑ رہے ہیں۔ جو اس مقولے کے مصداق ہیں، یعنی خود عربی زبان و ادب کے قواعد وغیرہ سے بالکل جاہل ہیں قرآن کی فصاحت پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ عیسائی پادری عمادالدین کرسٹن جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں[9] قرآن مجید کے اڑتیس مقامات کو مورد طعن ٹھہرایا اور اپنی جہالت کا منہ بولتا ثبوت پیش کیا، اسی لئے مولانا عبدالحق نے اس کی جہالت کو نمایاں کر کے اختصار سے ان کا مسکت جواب تحریر کیا، مولانا رقمطراز ہیں: مگر صد افسوس ہے کہ جن پادریوں اور کرسٹیوں کو اچھی طرح اردو زبان بھی نہیں آتی انہوں نے منہ کھول کر قرآن پر اعتراض کیا اور مقاماتِ حریری کو (جس کا مصنف قرآن پر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایمان لائے ہوئے تھا) قرآن سے بہتر کہا مگر سچ ہے جس کو قوت شامہ نہ ہو تو وہ اگر بدبو اور عطر کو یکساں کہے تو بعید نہیں۔مولانا حقانی ذرا آگے چل کر کلام کے تکرار کے اسرار و حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ متکلم کا مقصود اپنے کلام سے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو صرف خبردار کر دے اور کبھی یہ کہ اُس مضمون کی تصویر اس کے دل پر لکھ دی پس خبر دینا تو ایک بار بیان کرنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے مگر دوسرا مطلب بغیر بار بار لانے کلام کے حاصل نہیں ہوتا۔اور اس مکرر لانے میں جس طرح ایک خوبی ہے اسی طرح ایک قباحت بھی ہے کہ مکرر چیز سے نفس کو نفرت ہو جاتی ہے۔پس ضرور ہوا کہ اس مکرر لانے میں کوئی نیا لطف بھی ضرور ہو خواہ وہ عنوان کے تغیر سے حاصل ہو خواہ خوش آوازی یا کسی اور وجہ سے۔اس لئے راگ میں ایک کلمہ کو بار بار اعادہ کرنے میں مزہ آتا ہے کیونکہ خوش آوازی پر ہر بار نفس کو جدا تنبیہ حاصل ہوتی ہے اور محبوب کا نام بار بار لینے سے دل کو حظ آتا ہے۔پس جب خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ بعض مطالب ضروریہ کی دلوں پر تصویر کھینچے تو مکرر لایا۔اور اس تکرار کے عیب کو لطف تغیر عنوان سے دفع کیا۔اس لئے جن مضامین کو خدا تعالیٰ قرآن میں مکرر لایا ہے وہاں طرز کلام کو اجمال یا تفصیل یا کسی اور خصوصیت سے اس طرح بدلا ہے کہ گویا وہ مضمون نیا معلوم ہوتا ہے۔[10]

حفاظتِ قرآن مجید: واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر دور میں علماء کا ایک جم غفیر، جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے، ایسا رہا ہے جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور عجائب کی حفاظت کی، کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادائیگی کی، حفاظ کرام نے قرآن مجید کے الفاظ و عبارت کی ایسی حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے لے کر آج تک اس میں تحریف اور تغیر تبدل نہ ہو سکا۔آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور گھڑی ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو۔

ذرا اندازہ لگائیں نو، دس سال کا بچہ جسے اس کی مادری زبان میں دو، تین پاروں کے مساوی کوئی اور رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی ضخیم کتاب قرآن مجید، جو متشابہات (الفاظ میں ملتی جلتی آیات) سے لبریز ہے، کس طرح فرفر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں کسی بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے قرآن مجید کا کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی غلطی لگ جائے تو ایک حافظ قرآن بچہ اس عالم یا حافظ کو ٹوک دیتا ہے، چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں ممکن ہی نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔قارئین غور کریں قرآن مجید کے نسخوں کا پوری دنیا میں ایک جیسا اور محفوظ ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے عالم جن و انس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کردہ قرآن مجید کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''قرآن مجید'' جس نے حی و قیوم اللہ تعالیٰ کی ذات کا یقین دلوں میں قائم کر کے کروڑوں بنی آدم کو حیات جاوید سے آشنا کرایا وہ ''قرآن مجید'' جس نے کروڑوں بنی نوع انسان کو صداقت سکھلائی اور جس نے گنتی کے سالوں میں ''عرب قوم'' کی کایا پلٹ دی تو ایسی کتاب سے متعارف کرانے والی ہستی ''جھوٹ'' جیسی رذیل عادت سے آلودہ ہوسکتی ہے؟ کیا ''قرآن مجید'' جیسی کتاب کا مصنف کہلانا بجائے خود ایک اعلیٰ عزت نہیں ہے! پھر کیا وجہ تھی کہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی اعلیٰ وارفع تصنیف کے ''مصنف'' ہونے کی عزت سے خود کو محروم رکھا! آخر کیوں؟ وجہ صاف ظاہر ہے جو قرآن مجید نے بتائی کہ یہ قرآن ''کلام محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ ''کلام اللہ'' ہے۔

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان یہ خبر دعوت دیتے ہوئے اعلان کیا کہ:

☆ ''کیا (کفار) کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے (قرآن) از خود بنالیا ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ (اللہ پر) ایمان نہیں رکھتے اگر یہ سچے ہیں (اپنے دعویٰ میں) تو ایسا کلام بنا کر تو لائیں۔''[11]

☆ پھر تمام جن وانس کو چیلنج کرتے ہوئے کہا: ''کہہ دیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان معترضین رسالت کو) کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ (آپس میں اشتراک عمل سے) اس قرآن جیسا (کوئی اور کلام) بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مدد گار بن جائیں۔''[12]

☆ مزید رعایت دیتے ہوئے کہا کہ ''یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے (قرآن) از خود بنالیا ہے۔ کہہ دیں کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنالاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہوا سے بلالو، اگر وہ (معترضین) تمہاری بات (کا چیلنج) قبول نہ کریں تو وہ جان لیں کہ یہ (قرآن درحقیقت) اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں تو (اب تو) تمہیں بھی اسلام قبول کر لینا چاہیے۔[13]

☆ مزید چھوٹ دیتے ہوئے تخفیف کر دی اور کہا کہ 'اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلاسکو بلالو، بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس چیز (مقام نبوت ورسالت) کے علم کا (ان کی مادی عقل اور حواس خمسہ) احاطہ نہیں کر سکتے اس (مابعد الطبیعاتی حقیقت) کو جھٹلا دیا اور ابھی اس (تکذیب کی سزا) کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں، اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انہوں نے (بھی) تکذیب کی تھی تو دیکھ لو (بڑی بڑی متمدن، ترقی یافتہ قوموں کے آثار قدیمہ اور کھنڈرات بننے کی تاریخ کو) کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔"[14]

☆ لیکن معترضین اسلام کی طرف سے چیلنج قبول کرنے کی کوششوں کے بارے میں پشین گوئی پہلے سے ہی کردی کہ "اگر ایسا (کلام پیش) نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس (جہنم) کا ایندھن (گناہ گار، مشرک، کافر) انسان اور پتھر ہوں گے۔"[15]

لاکھوں عیسائی اور یہودی موجود ہیں، جن کی مادری زبان عربی ہے جو عربی زبان میں نثر و نظم لکھنے پر قادر ہیں جن کی ادارت میں اخبار، جرائد اور رسائل اشاعت پذیر ہیں وہ آج کیوں "قرآن کے ابدی چیلنج" کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہو جاتے؟ ان میں تو ایسے ایسے ادیب اور قادر الکلام و ماہرین زبان موجود ہیں جنہوں نے لغات عربیہ پر المنجد، اقرب الموارد اور المحیط جیسی کتابیں لکھ ڈالی ہیں وہ کیوں قرآن جیسی کتاب لکھنے کی سعی نہیں کرتے؟ وہ دس یا ایک سورۃ قرآنی کے مثل ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کرنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے؟[16]

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ عربی زبان کا ماہر اور ادب میں ید طولیٰ رکھنے والا ہے اس پر اتنا ہی زیادہ قرآن مجید کا رعب آ جاتا ہے، جب مصر میں "کرنل جمال عبدالناصر" کی تعلیمی اصلاحات کے تحت یہودیوں کو "قرآن مجید" پڑھنے سے ممانعت کردی گئی تو انہوں نے شور مچایا تھا کہ ہمیں ہماری زبان کی بہترین کتاب پڑھنے سے روک دیا گیا ہے نیز لبنان کے مسیحیوں کی عربی زبان پر مہارت تسلیم شدہ ہے۔ مشہور عربی لغت کی کتب المنجد اور لسان العرب مسیحیوں کی لکھی ہوئی اور مستند معروف ہیں۔ "المنجد" کا اردو ترجمہ بھی بازار میں عام دستیاب ہے "خلیل جبران خلیل" عربی مصنف تھا "یوحنا دمشقی" حافظ قرآن اور بڑا عربی دان تھا۔

اختتام بیسویں صدی عیسوی کے یہودی اور مسیحی علماء سابقہ تہذیبوں اور زبانوں کے سیکھنے اور مطالعہ میں کمال تیز فہمی کا ثبوت دے رہے ہیں اور دور ابراہیمی کی تختیاں پڑھ لی گئی ہیں۔ اہرام مصر سے برآمد ہونے والی "تحاریر" بھی ان کے فنِ مطالعہ کے سامنے زیر ہو چکی ہیں تو دنیا کی ایک عظیم زندہ زبان "عربی" کا سیکھنا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کرنا ان کے لئے ہرگز ہرگز مشکل کام نہیں ہے، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ عربی سیکھیں اور "مثل قرآن" کلام پیش کریں؟ قرآن مجید کا پہلا انگریز مترجم "جارج سیل" تھا، پروفیسر "ایڈورڈ جی براؤن" نے ترکی، فارسی اور عربی سیکھی، فارسی ادب پر بڑے سائز کی دو جلدوں میں "اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا"

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لکھی جسے آج تک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ''پروفیسر آر، اے نکلسن'' ایک مشہور مستشرق تھا، پروفیسر آربری اور پروفیسر منٹگمری واٹ شاید آج بھی اپنی تحریروں میں زندہ ہوں، پروفیسر گب نے ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' لکھا، جرمن سکالر ''نولڈ یکی'' نے ''مسند احمد'' حدیث کی کتاب لفظ بلفظ پڑھنے کا جاں گسل شرف حاصل کیا۔ القصہ ہر دور کے مسیحی علماء ''قرآن کے ابدی چیلنج'' کے آگے سرنگوں رہے ہیں۔

درحقیقت مستشرقین اور ان کے ہمنواؤں کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ وہ قرآن کو ''متبدل و محرف'' ثابت کرسکیں۔ ہمیں رسول اکرمؐ نے وحی الٰہی کے ذریعے ثبوت فراہم کئے ہیں اس لئے ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اہل کتاب کے پاس تورات وانجیل میں سے کوئی ایک دلیل ایسی نہیں ہے کہ قرآن منزل من اللہ نہیں ہے اور یہ کہ اس میں تحریفات مسلمانوں نے خود کر ڈالی ہیں۔ جوابی ثبوت کے لئے مستشرقین، جو رسالت اور وحی کے ادیان کے پیروکار ہیں، کو تحقیق کے ایسے ذرائع نہیں اپنانا چاہیے کہ جن کے Sources غیر حقیقی اور غیر مستند ہوں اور جن سے تعصب وشقاوت کی بو آتی ہو۔ ﴿ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ ان کی تمام خود ساختہ تحریفات کی کہانیاں اور وحی الٰہی پر اعتراضات کی بوچھاڑ صرف اس لئے کہ وہ وحی اور قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اور ہمیں ان سے اور ان کی تحقیقات فاسدہ سے مرعوب ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

وحی میں شیطانی آمیزش کی تردید: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ﴾[17]

''ہر نبی کی آرزو میں شیطان کچھ ملا دیتا ہے پھر اللہ آمیزش شیطان کو دور کر کے اپنی آیات کو ثابت رکھتا ہے۔''

مولانا حقانی لکھتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس سے شیطان کی آمیزش وحی اور کلام انبیاء میں اچھی طرح سے ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت علیہ السلام ایک بار سورۃ نجم کی یہ آیات مجمع عام میں، کہ جہاں بت پرست بھی موجود تھے، پڑھ رہے تھے: ﴿ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴾[18] تو آپ کی زبان سے بے ساختہ شیطان نے بت پرستوں کے خوش کرنے کو یہ کلمہ نکلوا دیا: تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى وَ اِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى یعنی یہ بڑے بڑے قدآور بت ہیں، ان کی شفاعت مقبول ہے اور بقول بعض مفسرین یہ کلمہ شیطان نے آواز میں آواز ملا کر پڑھ دیا۔ بہر طور وحی میں شیطان کی آمیزش

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ضرور معلوم ہوئی اور اس قصہ کو بیضاوی اور صاحب معالم وغیرہما نے نقل کیا ہے اور یہاں سے ایک اور بات بھی پیدا ہوئی کہ ممکن ہے کہ جبرئیل کی شکل میں شیطان آ کر کچھ آیات بنا کے سنا جاتا ہو۔

اس کے جواب میں مولانا حقانی غرانیق والی عبارت پر حاشیے میں بطور تعلیق لکھتے ہیں: کہیں ثابت نہیں ہوا کہ یہ الفاظ حضورؐ کی زبان سے نکلے، یہ روایت سراسر غلط ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اشکالات کا مفصل جواب دیا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ قصہ بالکل جھوٹ اور ملحدوں کی بناوٹ ہے گو بعض سادہ لوح مفسروں نے بے تحقیق اس کو لکھ کر اپنی کتاب کا اعتبار کھو یا ہے مگر محققین نے جیسا کہ بیضاوی اور صاحب مدارک اور امام رازی بلکہ جمہور نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اس کو رد کیا ہے[19] مولانا لکھتے ہیں: دلائل عقلیہ میں سے یہ آیات ہیں: ﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾[20] کہ قرآن مجید میں کسی طرف سے غلطی نہیں مل سکتی نہ باطل کا اس میں گزر ہوسکتا ہے، منجملہان کے یہ آیت ہے: ﴿وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ﴾[21] کہ قرآن کو حق کے ساتھ ہم نے نازل کیا اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا! منجملہ ان کے یہ آیت ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾[22] یعنی قرآن کو ہمیں نے نازل کیا اور ہمیں اس کے نگہبان ہیں۔ پھر ان آیات کے مقابلہ میں اس لئے اصل قصہ کا کہ جس کو کسی محقق محدث نے کسی سند سے بھی روایت نہیں کیا، کیا اعتبار ہے؟ اور اس آیت ﴿وَلَا نَبِيٍّ......﴾[23] میں اس بات کا کچھ بھی ذکر نہیں، پھر اس سے استدلال کرنا فضول ہے۔ آیت مذکورہ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ، ہر نبی، گو کیسا ہی اولوالعزم نبی کیوں نہ ہو، مقتضائے بشریت سے خالی نہیں، اس کے بعض خیالات میں قوت بہیمیہ کی وجہ سے خطرات نفسانیہ کی ذرا بو آ جاتی ہے لیکن خدا اس نبی کو نور نبوت پر ثابت اور قائم رکھتا ہے اور ان خطرات شیطانی کو دفع کر دیتا ہے اور اسی لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری مانا گیا ہے۔[24]

حقانی آگے لکھتے ہیں: لیکن بعض مفسرین کو لفظ تمنی کے معنی قرءلے کر اور آیات سے آیات قرآنیہ سمجھ کر اور نسخ سے معنی مصطلح خیال کر کے یہ مغالطہ ہو گیا ہے اس لئے اس کا شان نزول وہی جھوٹا قصہ قرار دینا پڑا اور بہت واقعی باتیں جو اس کا محمل ہوسکتی ہیں خیال سے دور کر دیں، منجملہ ان کے یہ بات بھی ہے کہ مشرکین مکہ نے (جو اپنی دنیا داری کی وجہ سے نہایت متکبر تھے ان کو غریب اور مفلس مسلمانوں کے ساتھ مل کر آنحضرت علیہ السلام کی مجلس وعظ میں بیٹھنا نہایت شاق گزرتا تھا) آپ سے عرض کیا کہ اگر ہمارے لئے کوئی خاص وقت معین فرما دیں تو ہم حاضر ہوسکتے ہیں، آپ کو چونکہ ہدایت خلق اللہ مقصود تھی اس لئے یہ خیال آیا کہ اگر ان کے لئے جدا وقت مقرر ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ بات خدا کو ناپسند معلوم ہوئی کس لئے کہ خدا کے روبرو

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس کے مخلصین کو دنیا مردار کے لئے ذلیل سمجھ کر متکبرانہ حاضر ہونا ان کے لئے مفید نہ ہوگا اور عام مسلمانوں کے دلوں میں دنیا کی وقعت ہو جاوے گی، سو یہ شیطانی القاء اور یہ آپ کی تمنی اور یہ خدا کا اس کو منسوخ فرمانا تھا نہ کہ وہ بات، اور اگر بطور الزام کلام کیا جاوے تو اس آیت سے اگر کچھ بات آمیزش شیطانی کی ثابت ہو سکے گی تو پہلے انبیاء میں ثابت ہوگی نہ کہ آپ میں کیونکہ اس میں یہ صریح ہے کہ تجھ سے جس قدر پہلے انبیا ہیں ان کا یہ حال ہے نہ کہ آپ ختم المرسلین کا۔ یہ بات مشہور ہے کہ المعترض کالاعمیٰ وہ حق و ناحق کچھ نہیں دیکھتا، اس کو اعتراض کرنے کے واسطے ذرا سہارا ملنا چاہیے، اسلام کے وہ مخالف لوگ (کہ جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہے اور انہوں نے حق و ناحق اسلام کی توہین کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے بلکہ اسی بات کی تنخواہ بھی پاتے اور خدا ترسی کو عمل میں نہیں لاتے ہیں، ایسی ایسی بے سند باتوں سے اسلام پر بڑا اعتراض کرتے ہیں چنانچہ پادری فنڈر صاحب اور پادری عمادالدین صاحب پانی پتی اور پادری صفدر صاحب اکبرآبادی اور ماسٹر رام چندر صاحب دہلوی نے تو کوئی دقیقہ ہی باقی نہیں رکھا۔ اپنے ہم مذہبوں کے خوش کرنے کو بڑے بڑے ضخیم رسالے بنا کر مشہور کر دیے کہ جس کا جواب ناچار اہل اسلام کو دینا پڑا۔ ماسٹر رام چندر صاحب نے تحریف القرآن نامی پندرہ سولہ جزء کا رسالہ اسی بیان میں لکھا ہے، فقیر نے اس کے جواب میں تعریف القرآن لکھ کر پادری صاحبوں کی ناحق زبان درازی بتلائی ہے۔[25] آخری اشکال کا جواب دیتے ہوئے مولانا حقانی لکھتے ہیں:

رہا اس بات کا جواب کہ شیطان جبرئیل کی صورت میں ممکن ہے کہ آیا ہو، یہ ہے کہ اس وسوسہ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ نبوت کے اصلی مرتبے کو تسلیم نہ کیا جاوے اور جب کوئی نبوت کی ضرورت اور اس کی حقیقت پر مطلع ہو جاوے تب اس وسوسہ کا اس کے دل میں کبھی گزر بھی نہ ہو، اس لئے کہ جب اِس عالم حسی کے انتظامات ایسے ہیں کہ یہاں یہ بات ناممکن ہے (کبھی کوئی عیار کسی گورنر کی صورت میں آ کے امور سلطنت میں خلل انداز نہیں ہوسکتا) تو اس عالم ملکوت میں بدانتظامی کیونکر ہوسکتی ہے! جب ہماری حسِ بصر کو جو صدہا جگہ غلطی کرتی ہے کھرے کھوٹے کو پرکھتی ہے، پیتل اور سونے، بلور اور ہیرے میں فرق صحیح کرتی ہے تو پھر نبی کی چشم حقیقت بین کے آگے کہ جس پر عالم ملکوت کے اسرار اور اشیاء کے حقائق منکشف ہیں) حقیقت جبرئیلیہ (جو آفتاب جہاں تاب ہے) اور حقیقت شیطانیہ جو ظلمت امیز ہے کیونکر مشتبہ ہوسکتی ہے؟ اور اسی حکمت کے لئے جبرائیل قوی امین کو اس امانت کے لئے واسطہ بنایا گیا، پس جو یہ کہے (کہ خدا کو جبرائیل کو واسطہ بنانے کی کیا ضرورت تھی، کیوں جس طرح جبرائیل کو تلقین کیا نبی کو نہ کر دیا؟ وہ اس سر سے ناواقف یہ بھی کہے کہ خدا کو نبوت کی ضرورت تھی جو احکام وعلوم اصلاح خلق کے نبی کو تلقین کئے وہ خود خلق کو کیوں نہ تعلیم کر دیئے۔[26]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مستشرقین کے اعتراضات کا خلاصہ

مستشرقین نے صلیبی جنگوں کے انتقام کے جذبات سے اندھے ہوکر اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں جن پر آج بھی وہ سرگرم عمل ہیں اور ہر سمت سے اسلام اور قرآن پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ مستشرقین اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لئے مختلف طریقے اپناتے ہیں اور قرآن مجید کی صحت و تدوین کی من مانی تاویل کر کے اپنے لئے مخصوص مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اعتراضات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱) ترتیب قرآن مجید (قرآن مجید غیر مرتب ہے اور مختلف لوگوں نے اس میں تصرفات کیے اس لئے اس کی ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی ہے۔)

۲) نسخ فی القرآن کے بارے میں وہ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن میں کئی ایک ایسی آیات اب موجود نہیں جو پہلے موجود تھیں اور اس کا ثبوت قرآن مجید کے مختلف معانی میں مصحف ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ، مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں۔

۳) اختلاف قراءت قرآن مجید کا متن کبھی متعین شکل اختیار نہ کر سکا بلکہ متنازع فیہ رہا ہے اور کچھ صحابہؓ سبعہ قراءت کے حوالے سے اختلاف کرتے تھے۔

۴) عہد نبوی میں ایک بھی سرکاری نسخہ تیار نہیں کیا گیا تھا۔

۵) عہد صدیقی میں مصحف کی تیاری کے باوجود مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ذاتی مصاحف موجود رہے۔

۶) مصحف عثمانی کی تیاری کے بعد سرکاری حکم کے ذریعے دیگر مصاحف کو جلا دیا گیا۔

۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ ان کے مصحف میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں۔

۸) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مصحف عثمانی سے اختلاف وغیرہ۔

الجواب:- جمع قرآن: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں تمام قرآن کو لکھ کر ایک جلد میں جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزاء میں اس طور سے لکھا کہ کوئی سورت کاغذ پر، کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیوں پر، کوئی کھجور کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا، اس لئے کہ زیادہ دار و مدار حفظ پر تھا اور لکھنے کا رواج بھی کم تھا گو لکھنے پڑھنے والے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری وعبداللہ بن مسعود وغیرہما موجود تھے اور آپ ہر آیت کو بترتیب اصلی بھی لکھوا دیتے اور حفظ کرا دیتے تھے لیکن نہ تو آپ کی حیات میں قرآن کے کم ہونے کا خوف تھا نہ مشاغل دینیت سے فرصت تھی کہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے لکھواتے، الغرض ان وجوہ سے قرآن

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مجید کو ایک مصحف میں لکھ کر جمع کرنے کا اتفاق آپ کے عہد میں نہ ہوا تھا البتہ متفرق اجزاء میں لکھا ہوا اور صدہا حفاظ کو زبانی اس ترتیب سے جو آج تک چلی آتی ہے خوب یاد تھا اور چونکہ نماز میں پڑھنا اس کا فرض و واجب ہو چکا تھا اور اس کی تلاوت کے فضائل صحابہ میں حد سے زیادہ مشہور و ذہن نشین تھے تو قرآن مجید کے لفظ لفظ پر صحابہ ایسے حاوی تھی کہ جس طرح اس زمانہ کے حفاظ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ ان کی قوت حافظہ حد سے زیادہ تھی، دوم یہ کہ علاوہ تبرک سمجھنے کے وہ لوگ اہل زبان قرآن کی نہایت فصیح و بلیغ عبارت سے خوب آشنا تھے اور اپنی بول چال کی باتوں پر از بس قادر تھے اور ان نمکین فقرات سے خوب مزہ لیتے تھے پس جس طرح آپ کی حیات میں قرآن مجید مرتب و معین ہو چکا تھا اسی طرح بے کم و کاست آپ کے بعد صحابہؓ کی نوک زبان پر تھا۔ آپؐ کے بعد تخمیناً اسی سال میں ملک یمامہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی، اس میں بہت سے لوگ شہید ہوئے، ستر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے بلکہ اس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کر دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیوں میں اور حفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔[27] زید بن ثابتؓ، جو کاتب وحی تھے، اس کام کے مہتمم قرار پائے، انہوں نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جس قدر لکھا ہوا تھا وہ منگوایا اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد میں نقل کر کے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکرؓ کے پاس رہا، ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ان کے بعد حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پاس پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بوجہ اس بات کے (کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا) لوگوں کو بھولے بھٹکے میں دقت پیش آنے لگی اور اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے نقل کر کے شہرت دینے کی ترغیب دی۔ حضرت عثمانؓ نے پھر زید بن ثابتؓ کو فرمایا اور ان کی مدد کے لئے عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو (جو قریش کے محاورات کے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے) متعین فرمایا اور انہوں نے اس نسخے سے جو حفصہؓ کے پاس تھا اسی تحقیق و مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی، سات یا چھ نسخے نقل کرا کے عراق، شام اور مصر وغیرہ دیار اسلام میں بھجوا دیے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔[28]

ترتیب قرآن مجید: مولانا حقانیؒ لکھتے ہیں: واضح ہو کہ قرآن مجید جس ترتیب سے جمع کیا گیا ہے یعنی اول سورۃ الفاتحہ پھر سورۃ بقرۃ، سورۃ آل عمران الخ اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ اصل حال یہ ہے کہ اس ترتیب موجود کے ساتھ قرآن مجید لوح محفوظ سے رمضان کے مہینہ میں شب قدر کو یکبارگی آسمان دنیا میں بیت المعمور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی طرف نازل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾[29]

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾[30]

پھر وہاں سے حسب حاجت عبارت تھوڑا تھوڑا جبرائیل علیہ السلام حضرت کے پاس لاتے تھے اور آپ ان آیات کو ان کے اصلی موقع پر کاتبوں سے لکھوا دیتے اور حافظوں کو یاد کرا دیتے تھے جس طرح کسی دیوان مرتب میں سے حسب موافق کچھ اشعار اور غزلیں کسی کے پاس بلا لحاظ تقدیم و تاخیر بھیجی جاویں لیکن وہ شخص ہر شعر اور ہر غزل کو اسی ترتیب سے لکھے کہ جس ترتیب سے دیوان میں مندرج ہیں، جو اوّل ہے اس کو اوّل اور جو آخر ہے اس کو آخر لکھے گو اخیر کی غزل اول بار بھیجی جاوے مگر لکھی اخیر ہی میں جاوے یہی حال قرآن مجید کا ہے۔[31] پھر مولانا حقانی آیات و سور کے نزول کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں:

چنانچہ شوال کے اول عشرہ میں اول سورۃ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ............ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ تک نازل ہوئی پھر مدثر پھر المزمل، بعض کہتے ہیں اول اقرأ پھر ن والقلم پھر مدثر پھر سورۃ فاتحة پھر تبت پھر ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پھر ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ پھر وَالَّيْلِ پھر وَالْفَجْرِ پھر وَالضُّحٰی پھر اَلَمْ نَشْرَحْ پھر وَالْعَصْرِ پھر وَالْعٰدِيٰتِ پھر اَلْكَوْثَرَ پھر اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پھر اَرَءَيْتَ الَّذِیْ پھر ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پھر اَلَمْ تَرَ پھر ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پھر ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ...... ﴾ نازل ہوئیں اور جب آپ مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے وہاں بھی بتدریج قرآن نازل ہوتا رہا چنانچہ وہاں جا کر ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ﴾ پھر سُوْرَةُ الْبَقَرَة پھر ال عمران پھر سورة الانفال پھر سورة الاحزاب پھر سورة المائدة...... نازل ہوئیں۔ اکثر تو ایک سورۃ کئی ٹکڑے ہو کر نازل ہوتی تھی اور کبھی تمام سورۃ یکبارگی نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورۃ الانعام و تبت ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ وَغَيْرُهَا مِنَ السُّوَرِ تمام محققین کے نزدیک آیات کی ترتیب توقیفی ہے، یعنی جس طرح جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اسی کو موافق آیات قرآن کو مرتب کیا اور ہر سورۃ کی آیت کو ان کے موقع لکھوا دیا اسی طرح سورتوں کی ترتیب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو چکی تھی اسی ترتیب سے جواب موجود ہے صدہا حفاظ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ ہی کے ارشاد کے بموجب فاصلہ کے لئے ہر سورۃ کے اول میں بسم اللہ بھی لکھی جاتی تھی چونکہ سورۃ توبہ کے اول میں آپ نے حکم نہ دیا تو وہاں یہ نہ لکھی گئی پس جس قدر آیات اور سورتیں کہ مکہ میں نازل

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوئیں ان کو مکیہ کہتے ہیں اور جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں ان کو مدنی کہتے ہیں اور بعض نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے کہ جو کچھ ہجرت سے پہلے نازل ہوا خواہ خاص مکہ میں یا طائف میں یا کہیں اور سب کو مکیہ کہتے ہیں اور جو کچھ بعد ہجرت کے نازل ہوا خواہ خاص مدینہ میں یا قباء میں یا راستہ میں یا خیبر یا تبوک کے سفر میں سب کو مدنیہ کہتے ہیں متاخرین نے قرآن کی ہر سورۃ کے اول اس کا بیان لکھ دیا ہے کہ مکیہ ہے یا مدنیہ ہے اور اس کی اسقدر آیات ہیں۔[32]

مستشرقین نے اپنے طور پر قرآن مجید کو ''نزولی ترتیب'' سے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان لوگوں میں جارج سیل (G.Sale)، ولیم میور (W.Moir)، نولڈیے (Noldeae)، پالمر (Palmer) اور ہر شفیلڈ (Hirschfeld) وغیرہ شامل ہیں۔ ان مستشرقین کی ان کاوشوں کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ قرآن مجید اپنی اصلیت کھو چکا ہے اور اس بات کے امکانات بھی ختم ہو چکے ہیں کہ اس کی اصل معلوم کی جا سکے۔

اِس کا جواب قرآن دیتا ہے کہ پورا قرآن مجید لیلۃ القدر میں ''لوح محفوظ'' سے آسمان دنیا پر اتارا گیا۔

☆ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾[33]

☆ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾[34]

☆ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾[35]

مصحف عثمانی ''لوح محفوظ'' کے عین مطابق ہے۔

☆ ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ o فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾[36]

کیونکہ قرآن کا موضوع انسانیت کی تربیت و تکمیل اور اس کا انداز ناصحانہ ہے اور نصیحت موقع و محل پر کی جانے والی ہی پُر اثر ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہی انداز اختیار فرمایا ہے اور یہ اپنی ترتیب کے اعتبار سے بھی معجزہ ہے، اسی ترتیب میں عہد رسالت مآب ؐ میں صحابہ اور صحابیاتؓ نے پورا قرآن حفظ کیا اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے انسانی دستبرد سے پاک کیا ہے کہ کوئی بھی ''مائی کا لعل'' اس میں قطع و برید نہیں کرسکتا۔

☆ ﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ o لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴾[37]

ناسخ ومنسوخ آیات: محققین کے نزدیک کل پانچ آیات منسوخ ہیں:

(اوّل) سورۃ بقرہ میں یہ آیت ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ...... ﴾[38] اس آیت میں وصیت فرض تھی، جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم اٹھ گیا اور آیت میراث، جو اس کی ناسخ ہے، یہ ہے: ﴿ يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ﴾[39] اور حدیث ''لا وصیة لوارث'' اس کی مبین ہے۔

(دوم) یہ آیت ﴿وَ الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ ﴾[40] اس آیت میں ایک سال بھر کی عدت فرض تھی، یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہو گئی: ﴿أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ﴾[41] اس آیت میں حکم آ گیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے صرف چار مہینے دس دن تک عدت میں رہے۔

(سوم) سورۃ انفال میں یہ آیت ﴿ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُونَ صٰبِرُونَ ﴾[42] اس آیت میں اپنے سے دہ چند کفار کے ساتھ مقابلہ فرض تھا، یہ حکم اس کے مابعد کی آیت سے منسوخ ہو گیا اور دو چند سے مقابلہ کرنا باقی رہ گیا۔

(چہارم) سورۃ احزاب کی یہ آیت ﴿ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ ﴾[43] (کہ جس میں آنحضرت علیہ السلام کو سوائے موجود بیویوں کے اور نکاح کرنا منع تھا) منسوخ ہو گئی، اس سے پہلی آیت اس کی ناسخ ہے اور بعض کہتے ہیں اس آیت سے ﴿إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ ...... ﴾[44] سے منسوخ ہے۔

(پنجم) سورۃ مجادلہ میں سے یہ آیت ﴿ إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ...... ﴾[45] منسوخ ہے، اس کے بعد کی آیت سے، اس آیت میں یہ حکم تھا جب کوئی رسول سے سرگوشی کرے تو پہلے کچھ صدقہ دیوے، پھر یہ حکم جاتا رہا۔[46]

مولانا حقانیؒ لکھتے ہیں کہ ان آیات کے علاوہ اور کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ عام کی تخصیص وغیرہ قیود کا فرق ہے کہ جس کو نسخ نہیں کہہ سکتے۔ اس نسخ کا کوئی یہ معنی نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کو اول میں نہ معلوم ہوا بعد میں پھر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سمجھا جیسا کہ پادری الزام لگاتے ہیں، یہ احکام، جن کو ہم منسوخ کہہ آئے ہیں، موقوف تھے یعنی ان کا حکم ایک وقت تک تھا اور جب مصلحت مقتضی ہوئی تو یہ حکم دور کر دیا اور کیوں نہ ہو احکام مصلحت پر مبنی ہیں اور مصالح بدلتے رہتے ہیں اور اگر پادری صاحب اب بھی نہ سمجھیں گے اور پھر وہی سخن پروری کریں گے تو تورات وانا جیل میں بہت سے احکام منسوخ ہیں ہم ان کا حوالہ دیں گے۔[47]

☆ اوّل بضرورت بہن بھائی کا نکاح عہد آدمؑ میں درست تھا بلکہ سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی علاتی بہن تھی جیسا کہ تورات سفر تکوین کے باب میں مصرح ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں منسوخ ہوگیا جیسا کہ سفر احبار[48] کے باب ۱۸ میں اس نکاح کا حرام اور بمنزلہ زنا کے ہونا مذکور ہے۔

☆ دوم: نوح علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لئے تمام جانور جو زمین پر چلتے ہیں حلال تھے جیسا کہ سفر تکوین[49] میں مذکور ہے پر حضرت موسیٰ کی شریعت میں بہت سے جانور حرام ہو گئے، منجملہ ان کے خنزیر ہے جیسا کہ سفر احبار کے ۱۱ باب میں مذکور ہے۔

☆ سوم حضرت یعقوبؑ کے عہد میں دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا درست تھا، چنانچہ خود حضرت یعقوبؑ کے نکاح میں دو بہنیں تھیں، ایک لیّا اور دوسری راحیل، جو دونوں ان کے ماموں کی بیٹیاں تھیں، جیسا کہ سفر تکوین کے ۲۹ باب میں مذکور ہے۔

☆ چہارم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بہت سے جانور حرام تھے جیسا کہ سفر احبار میں تصریح ہے، ان سب کو پولوس نے یک لخت حلال کر دیا جیسا کہ اس کے اس خط کے پہلے باب میں تصریح ہے کہ جو اس نے طیطوس[50] کو لکھا تھا (کہ پاک لوگوں کے لیے سب چیزیں پاک ہیں۔)

☆ پنجم احکام احیاء بالخصوص تعظیم سبت واجب اور اس کو ابدی کہا ہے اور نہایت تاکید فرمائی ہے کہ جو اس روز کام کرے قتل کیا جائے، چنانچہ سفر تکوین کے ۲ باب[51] اور سفر خروج کے ۲۰ باب[52] میں تصریح ہے اور بہت جگہ تورات میں مذکور ہے لیکن اس حکم موکد کو پولوس نے بالکل رد کر دیا چنانچہ اس کے ان خطوط میں جو اس نے اہل رومہ[53] اور طیطوس[54] کو لکھے ہیں اور اس کی تصریح ہے اور سب عیسائی اس کے فتویٰ پر چلتے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

☆ ششم، ختنہ کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ایک حکم ابدی تھا چنانچہ تورات سفر احبار[55] میں اس کی تاکید ہے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی ختنہ کیا گیا تھا جیسا کہ انجیل لوقا کے باب[56] میں مذکور ہے لیکن پولوس نے اس حکم کو نہایت سختی سے رد کیا چنانچہ اس کے اس خط میں جو اہل اغلاطیہ کو لکھا ہے اس کے باب ۵[57] میں مذکور ہے۔

☆ ہفتم، سب حواریوں نے مشورہ کر کے تورات کے جمیع احکام کو منسوخ کر دیا فقط چار حکموں کو باقی رکھا، ذبیحہ صنم۔ دم۔ مخنوق۔ زنا۔ چنانچہ اعمال حواریوں کے ۱۵ باب[58] میں مذکور ہے پھر چند روز کے بعد پولوس نے ان میں سے فقط حرمت زنا کو باقی رکھا اور سب کو منسوخ کر دیا...... پھر جب زنا پر بھی کوئی سزا معین نہ رکھی تو گویا اس کو بھی حلال کر دیا۔ اب اس سے زیادہ کیا نسخ ہوگا؟

☆ ہشتم، انجیل متی[59] ۱۸ باب میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو حکم دیا تھا کہ سامریوں کی بستی میں نہ جانا اور یوحنا کے ۴ باب[60] میں ہے کہ سامریوں کی بستی میں گئے اور دو روز مہمان رہے۔

☆ نہم، حضرت مسیح نے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو[61] اور پھر حکم دیا کہ اسباب سفر ساتھ لو۔[62]

☆ دہم تمام عہد نامہ موسوی کو کمزور اور بے فائدہ کہہ کر پولوس نے لغو کر دیا کہ (پرانا حکم، اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا، اٹھ گیا۔)[63]

☆ یازدہم، شریعت پر عمل کرنے والے کو پولوس ملعون کہتا ہے چنانچہ نامہ اہل اغلاطیہ کے باب ۳[64] میں مذکور ہے بلکہ اسی مقام پر حضرت مسیح کو بھی اپنے بدلہ میں ملعون لکھا ہے العیاذ باللہ۔

☆ دوازدہم، ان کے پیرو مرشد لوتھر کی یہ تعلیم ہے کہ خوب دلیری سے گناہ کرو اور ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری اور خون کرو مگر ایمان رکھو تمہارے لئے ایسی نجات یقینی ہے کہ جس طرح مسیح کے لئے (مرآت الصدق مصنفہ پادری بیڈیلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۳۳) اب نسخ میں کون سی حجت باقی ہے، تم سے زیادہ بھی کوئی نسخ کا قائل ہے اگر یہی تکمیل ہے تو پھر نسخ کیا چیز ہے؟[65]

مولانا حقانیؒ آیت ﴿مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ﴾[66] کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس آیت کے ظاہری معنی پر لحاظ کر کے اکثر مفسرین نے یہ کہا ہے کہ نسخ قرآن کی تین صورتیں ہیں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اول یہ کہ حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہو جیسا کہ وہ پانچ آیتیں کہ جن کا ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں۔ دوم یہ کہ تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہو جیسا کہ یہ آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔☆ ان کا حکم باقی ہے مگر آنحضرت علیہ السلام ہی نے ان کو مجموعہ قرآن سے بحکم الٰہی جدا کر دیا تھا۔ سوم یہ کہ حکم اور قراءت دونوں منسوخ ہوں جیسا کہ سورۃ براءت کا اوائل کہ جس کو نُنْسِهَا کا مصداق کہنا چاہیے مگر یہ بھی حضرت ہی کے روبرو ہوا۔ اس سے کسی طرح کی قرآن میں تحریف نہیں ثابت ہوتی، ہاں اگر بعد میں آپ کے یہ ہوتا تو تحریف و تبدل کہہ سکتے تھے اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کسی طرح کا بھی نسخ نہیں پایا جاتا، نہ نسخ محض احکام کیونکہ جن آیات مذکورہ کے احکام کو تم منسوخ کہتے ہو وہ حقیقۃً منسوخ نہیں کیونکہ وہ پانچوں حکم مشروع اور جہت سے تھے اور اب اٹھ جو گئے تو اور جہت سے نہ نسخ تلاوت کیونکہ جن آیات کو آپ منسوخ التلاوۃ کہتے ہیں ان کا جزء قرآن ہونا کسی وقت یعنی کس طور پر ثابت نہیں ہوا بلکہ اصل حال یہ ہے کہ بعض صحابہ نے یہ کلمات اثناء تلاوت میں آنحضرتؐ سے سنے تھے جن کو آپ نے بطور تفسیر کے پڑھا تھا پھر جب خود انہیں لوگوں نے ان کلمات کو نہ حفاظ کی لوح حافظہ پر پایا، نہ آنحضرت نے ان کو کاتبین سے لکھوایا تو بقرینہ آیت ﴿مَا نَنْسَخْ﴾ ان کو منسوخ التلاوۃ سمجھ گئے اور بعض روایات تو اس بارہ میں بالکل غلط اور بے اصل ہیں۔[67]

دوسری بحث اس مقام پر اور ہے، وہ یہ کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں بھی تناسخ واقع ہوتا ہے یا نہیں؟ جمہور کہتے ہیں واقع ہوتا ہے اور اس کی دو قسم ہیں:

اوّل　نَسْخُ الْکِتَابِ بِالسُّنَّةِ جیسا کہ یہ آیت ﴿لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ﴾[68] حدیث عائشہؓ سے منسوخ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی ہے کہ خدا نے ان کو جس قدر عورتیں چاہئیں مباح کر دیں۔'' رواہ عبدالرزاق والنسائی و احمد والترمذی والحاکم اقول فیہ نظر'' کس لئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے۔

دوم　نَسْخُ السُّنَّةِ بِالْکِتَابِ جیسا کہ بیت المقدس کی طرف نماز میں منہ کرنا سنت سے ثابت تھا، جس کو قرآن کی اس آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾[69] اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ اس امر میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعی وغیرہ محققین اس کے بھی منکر ہیں اور اس کو باعث طعن مخالفین سمجھتے ہیں مگر ہمارے نزدیک طعن کی کوئی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بات نہیں کس لئے کہ نسخ ایک حکم مبہم المدت کی مدت کو بیان کر دینا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو ایک حکم دیا اور اوراس کی کوئی مدت بیان نہ کی پس ایک زمانہ تک اس پر عمل ہوتا رہا پھر بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو بیان کر دیا کہ اس کی یہاں تک مدت تھی، اس میں عقلاً ونقلاً کوئی قباحت نہیں لازم آتی، پس جس طرح تورات نے بعض احکام سابقہ کو بنظر مصلحت موقوف (منسوخ) کر دیا اور حضرت مسیحؑ نے اوران کے حواریوں نے تو تمام شریعت موسویہ ہی کو (بقول عیسائیاں) منسوخ کیا معطل کر دیا، اسی طرح قرآن مجید نے تورات وانجیل کے بعض احکام کو موقوف کر دیا ہے۔[70]

قرآن مجید تقریباً تئیس برس کے عرصے میں نازل ہوا، اس دوران کئی ایک آیات اور احکام ناسخ و منسوخ کے مرحلے سے گزرے، کئی ایک احکامات کی آیات ابتدا میں قرآن مجید میں موجود تھیں پھر ان کی جگہ نئی آیات کے ذریعے نئے احکام نے لے لی اور پہلی آیات منسوخ کر دی گئیں۔ قرآن مجید کی کچھ آیات کے منسوخ ہو جانے کا تذکرہ خود قرآن میں موجود ہے۔[71] مشرکین مکہ اور آج کے مستشرقین ہر دو نے احکام و آیات کی اس تبدیلی کو قرآن مجید کا نقص قرار دیا اور اسے اس بات کی دلیل قرار دیا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ بھی عام کتابوں کی طرح ایک انسانی تصنیف ہی ہے اور اس پر قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ کے عمل کو وہ اس انداز سے مسخ کر کے پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ بھی تحریفِ قرآن ہے۔ وہ نسخ آیات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی فعل قرار دیتے ہیں کہ آپؐ جس آیت یا حکم کو چاہتے قرآن میں شامل کر لیتے، جسے چاہتے نکال دیتے۔ اِس طرح ان کے بقول قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو چکا ہے۔

چنانچہ بہت سے مستشرقین نے اس موضوع کو اپنی تحقیقات کی بنیاد قرار دیا۔ ان لوگوں میں خاص طور پر آرتھر جیفری (Aerthur Jeffery) اور جان برٹن (John Burton) قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے ان روایات کو خوب اچھالا ہے جن میں ناسخ ومنسوخ کا تذکرہ ملتا ہے مثلاً

۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے کا پورا قرآن مجید پا لیا بلکہ وہ کہے کہ مجھے جس قدر قرآن ملا میں نے پا لیا۔

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ سورۃ الاحزاب سورۃ البقرۃ جتنی تھی۔

۳- سورۃ التوبۃ، سورۃ البقرۃ جتنی تھی۔

۴- قرآن مجید میں کچھ لوگوں کے نام موجود تھے جو اب موجود نہیں ہیں۔[72]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان جیسی اور بھی روایات موجود ہیں جنہیں مستشرقین نے من مانے انداز میں پیش کرتے ہوئے، قرآن مجید میں تحریف وتغیرات ہوجانا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔[73]

نسخ کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ قرآن وسنت دونوں لازم وملزوم ہیں۔اگر قرآن حدیث کو منسوخ کرے یا حدیث قرآن کو منسوخ کرے تو بات ایک ہی ہے کیونکہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

اختلاف مصاحف: مستشرقین نے قرآن مجید کی صحت پر جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک قسم ایسے اعتراضات پر مشتمل ہے جو ''اختلاف مصاحف'' کی بنیاد پر کیے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ قرآن مجید کا متن کبھی متعین نہیں کیا جاسکا،''اختلافِ مصاحف'' کی بنیاد پر انہوں نے مندرجہ ذیل موقف اختیار کیا ہے:

۱- عہد نبوی میں قرآن مجید کا کوئی باقاعدہ نسخہ موجود نہیں تھا، لوگ اپنے اپنے ذاتی مصاحف سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

۲- عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوشش کے باوجود سب لوگ ایک نسخے پر جمع نہ ہوئے بلکہ ذاتی مصاحف زیر تلاوت رہے۔

۳- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اگر چہ ایک نسخہ سرکاری طور پر رائج کرنے کا حکم صادر کردیا تھا تاہم پتہ چلتا ہے کہ اس کارروائی کے بعد بھی کئی ایک مصاحف موجود رہے۔[74]

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا ایک ہی نسخہ سرکاری طور پر ساری مملکت میں رائج فرمادیا تھا، اس واقعے سے مستشرقین متضاد قسم کے فیصلے اور نتائج اخذ کرتے ہیں ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ

ا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا ایک بڑا حصہ جلا ڈالا۔اصل قرآن مجید تو اس مواد پر مشتمل تھا جسے جلا ڈالا گیا۔گویا یوں قرآن مجید کا لامحدود اور نامعلوم حصہ ضائع ہو چکا ہے لہٰذا موجودہ قرآن ادھورا ہے۔[75] دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ ''احراق مصاحف'' کی کارروائی مکمل طور پر نہیں ہو پائی اور عہد عثمانؓ کے بعد بھی کئی ایک مصاحف موجود رہے۔ان مصاحف کی موجودگی میں قرآن مجید کے موجودہ متن کو کس طرح حتمی حیثیت دی جاسکتی ہے۔[76]

آرتھر جیفری نے ابن ابی داوٗد کی ''کتاب المصاحف'' کی مدد سے The Koran, a Scripture میں ان مصاحف کے بارے میں معلومات اکٹھی کرکے ان کے خصائص بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو جمع قرآن کے بعد بھی موجود ہے۔بعض کو تو حضرت عثمانؓ نے ضائع کروادیا اور بعض زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ مفقود ہوگئے۔[77]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس سلسلہ میں ڈاکٹر منگانا (Dr. Mangana) نے تو ایک کتاب لکھ ڈالی ہے، جس کا نام(Leaves from Three Ancient Korans" ہے۔اس کتاب میں منگانا نے ایک عورت Anges Smith Levis) سے حاصل کردہ قرآنی اوراق کو اکٹھا کر کے قرآن مجید میں تحریف اور اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ان اوراق کے بارے میں مذکورہ محققہ کا خیال ہے کہ یہ اوراق عہد عثمانؓ سے پہلے کے ہیں اور یہ جلانے کی کارروائی سے بچ گئے تھے۔78 لیکن اس نے اپنے اس دعویٰ کی کوئی ایک دلیل بھی نہیں دی۔اختلاف مصاحف کے ضمن میں مستشرقین نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب ان بیانات کو خوب اچھالنے کی کوشش کی ہے جو اُن کی اس وقت کی گفتگو پر مشتمل ہیں جب حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنا ذاتی مصحف جلا ڈالنے کو کہا تھا۔روایات میں یہ بات موجود ہے کہ اس موقع پر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تھا کہ میں اپنا مصحف نہیں جلاؤں گا کیونکہ یہ اس کے مطابق ہے جو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ان کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے بھی کہا تھا کہ وہ بھی اپنے مصاحف چھپالیں اور جلنے نہ دیں۔انہوں نے اپنے ذاتی مصحف کو جلنے سے چھپالیا تھا۔79

حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ پر اپنی فوقیت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''میں نے جب ستر سورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ لی تھیں اس وقت زید بن ثابتؓ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔80

اختلافاتِ قراءت اور سبعۃ احرف

مستشرقین کے اہداف میں ''اختلاف قراءت'' اور ''سبعۃ احرف'' بھی شامل ہیں۔قرآن مجید کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھنے کی جو اجازت اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔اسے قرآن کے متن کے اختلافات پر محمول کیا گیا۔سبعہ احرف کی تاویل مستشرقین نے یوں کی ہے۔کہ عہد نبوی میں ہی قرآن مجید کے پڑھنے میں اختلاف پایا جاتا تھا اور کہتے ہیں کہ جب اس ابتدائی دور میں قرآن مجید کے متن پر اتفاق نہ تھا تو آج ہم کس طرح قرآن کے متن کے حتمی تعین کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔آرتھر جیفری بڑے اعتماد کے ساتھ سبعہ احرف اور اختلاف مصاحف کو خوب اچھال کر انہیں غلط معانی پہناتے ہوئے متن قرآن مجید کے اختلافات بیان کرتا ہے۔81

سبعہ احرف کے حوالے سے مستشرقین کا اعتراض یہ بھی ہے کہ مسلمان آج تک یہ بات ہی طے نہیں کر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سکے کہ ''سبعہ احرف'' سے کیا مراد ہے؟ کسی نے سات قراءتیں مراد لی ہیں تو کسی نے کہا ہے کہ اس سے مراد قبائل کے مختلف لہجے ہیں۔[82]

اسی طرح ہی ''سبعہ'' سے مراد سات کا معین عہد ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ ''بہت سارے حروف'' اس سلسلے میں مستشرقین کے بقول مسلمان ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے۔ مستشرقین کا رجحان یہی ہے کہ سات سے مراد ''لاتعداد'' ہے چنانچہ وہ عملاً اس کو خوب اچھالتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے لاتعداد متون کو خود مسلمان (احادیث نبویہ کی رو سے) تسلیم کرتے ہیں۔[83]

غرض سبعۃ احرف کی آڑ میں مستشرقین سرگرداں ہیں کہ ثابت کر دکھائیں کہ قرآن مجید کا کوئی متعین متن کبھی موجود نہیں رہا۔

مولانا حقانی سبعۃ احرف کے بارے میں مختلف اقوال کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میں نے جہاں تک علماء محققین کے اقوال اور احادیث صحیحہ میں نظر کی اور مختلف عنوانوں میں اِس حدیث کے مطلب پر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ سات حرف سے قبائل عرب یا خاص قبائل قریش کے وہ مختلف محاورات مراد ہیں کہ جن سے مطلب میں کچھ تغیر نہ آئے اور ہر ایک کو اداء کرنے میں آسانی ہو جائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استدعاء کے موافق اس امر کی خدا نے اجازت دی تھی (جس طرح ہندوستان میں کیا اور کا اور کے اور کی پورب اور پنجاب اور وسط ہند میں بولا جاتا ہے اور کوئی مصنف سہولت کے لئے اپنی کتاب میں اس لفظ کو ہر طرح سے ادا کرنے کی اجازت دے دے) مگر آنحضرت لوگوں کو قرآن اسی طرز پر یاد کراتے اور کاتبوں سے اسی طریق پر لکھواتے تھے جو خاص آپ کی زبان تھی۔ پس جب حضرت ابوبکر کے عہد میں قرآن جمع کیا گیا تو خاص اسی طرز پر جمع کیا گیا اور باقی وجوہ، کہ جن کی ایک عارضی طور سے اجازت تھی، رفع اختلاف کے لئے کتابت میں نہ آئیں، اس وقت وہ سبعہ احرف باقی نہ رہے گو اپنے طور پر کوئی پڑھا کرے مگر اس مصحف میں درج نہ کئے گئے۔[84]

حاشیے پر مولانا حقانی لکھتے ہیں: خواہ ان احرف سے تقدیم و تاخیر کلمات میں کرنا یا ایک کلمہ کا دوسری جگہ ہم معنی ہونے کی وجہ سے پڑھنا یا قریش و ہوازن وغیرہ قبائل کے لغات، الغرض جو کچھ ہو وہ آسانی کے لئے آپ کے روبرو تھا مگر جو کچھ اصل تھا لکھانے اور یاد کرانے میں اسی کا اعتبار تھا پس ان عارضی وجوہات کو اب پیش کر کے قرآن میں تحریف کا مدعی ہونا ایک خیال محال ہے۔[85]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

''سبعۃ احرف'' کے باب میں مستشرقین کا یہ موقف ہرگز درست نہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا ایک بڑا حصہ ضائع کر دیا تھا۔ جو کچھ قرآن مجید تھا اس کا ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔ آپؓ نے جو کچھ قرآن مجید میں شامل نہیں کیا وہ دراصل قرآن مجید کے الفاظ نہ تھے بلکہ وہ اس طرح کے الفاظ تھے جنہیں اختلاف رسم الخط کہا جاتا ہے جن سے قرآن مجید کی تلاوت کی اجازت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جگہوں پر ضرورت کے تحت وقتی طور پر دی تھی۔ اور یہ کہ آپؐ کا معجزہ تھا کہ آپؐ ان کے لہجوں میں بات کرتے تھے۔ آپؐ کا اُمّی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جب آپ ان کے لہجوں میں کلام کرتے تھے۔ اس سے انہیں خوشی ہوتی تھی جب آپ مختلف قبائل کے لوگوں سے ان کے لہجوں میں بات کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپؐ کی پرورش انہیں لوگوں میں ہوئی ہے حالانکہ آپؐ کبھی ان علاقوں میں نہ گئے تھے۔ اور آپؐ کے بعد گویا کوئی بھی اس قابل نہ تھا کہ اختلاف لہجات کو سمجھ سکے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت صرف اسی قراء ت کے مطابق جائز ہے جس کی اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے دی تھی اور اس کی اجازت ثابت شدہ تھی اور آپؐ خود بھی اس قراء ت میں تلاوت فرماتے تھے۔ آج بھی سبعہ قراء ت میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور ''مجمع الملك فهد'' اس رسم الخط میں مصحف شائع کرتا ہے جو کہ حرمین شریفین میں موجود رہتے ہیں۔

قرآن مجید پر عیسائیت کے ایک اور اعتراض کا جواب

سورۃ ال عمران کی تفسیر میں مولانا حقانی لکھتے ہیں:

عیسائی نکتہ چین قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح اور مریم کے اور اسی طرح یوحنّا یعنی یحییٰ کے قصہ میں چند غلطیاں قرآن میں بیان ہوئیں جو تاریخی واقعات سے علاقہ رکھتے ہیں۔

۱) یہ کہ مریم کی ماں کا نذر ماننا اور پھر مریم کو ہیکل میں بھیج دینا اور وہاں کاہنوں میں باہم ان کی پرورش کی بابت گفتگو ہو کر زکریا کے نام قرعہ نکلنا۔ اور زکریا کا مریم کو بے موسم پھل کھاتے دیکھ کر اپنے لیے اولاد کے واسطے دعا کرنا انجیل سے ثابت نہیں اس لئے یہ باتیں غلط ہیں۔

۲) قرآن میں لکھا ہے کہ زکریا تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نہ کریں گے حالانکہ انجیل لوقا[86] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکریا کو یوں فرشتہ نے کہا کہ تُو جب تک یہ باتیں واقع نہ ہولیں گونگا ہو جاوے گا، کسی سے بول نہ سکے گا اور اسی باب کے ۶۴ ورس[87] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جب یحییٰ پیدا ہوئے اور آٹھویں دن ان کا ختنہ ہوا اور ان کا نام یحییٰ رکھا گیا، تب ان کی زبان کھلی جس کی مدت تخمیناً دس مہینے ہوتے ہیں۔ قرآن نے بوجوہ دعویٰ الہام اور تصدیق انجیل کے کتنی غلطی کی۔

۳) لڑکپن میں مسیح کا کلام کرنا اور پھر پرندوں کا معجزہ کہ مٹی کے جانور بنا کر ان میں پھونک مارنا اور ان کا زندہ ہو کر اُڑ جانا کہیں سے ثابت نہیں، قرآن نے اس کو کہاں سے لیا۔[88]

ان اشکالات کے جواب میں مولانا حقانی لکھتے ہیں: ان اعتراضات کا جواب یہ ہے؛ اول سوال کا جواب یوں ہے: اگر تاریخی باتیں انجیل اربعہ کے مصنف نے اپنی مختصر تاریخوں میں نہ لکھیں تو اس سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ امور غلط ہیں، دیکھو زکریا کا فرشتہ سے بشارت پانا اور یحییٰ نام رکھنا وغیرہ باتیں صرف لوقا نے لکھی ہیں اوروں نے نہیں، پھر کیا اس وجہ سے یہ غلط ہو سکتی ہیں؟ اسی طرح مسیح کے پیدا ہونے کے دنوں میں مجوسیوں کو ایک ستارہ دکھائی دینا اور اس کا ان کے آگے آگے چلنا سوائے متی[89] کے اور کسی نے نہیں لکھا۔ اسی طرح ان چاروں مؤرخوں کا باہم سینکڑوں باتوں میں تفاوت بیان پایا جاتا ہے۔ یہی تیسرے اعتراض کا بھی جواب ہے اور تائید اس کی یہ ہے کہ یوحنا[90] اپنی انجیل کے سب سے اخیر میں یہ لکھتا ہے کہ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سماتیں۔ پھر مسیح نے یہ ہی چند باتیں اور یہی چند کام کئے ہیں جو اناجیل اربعہ میں ہیں؟ ہر گز نہیں۔ علاوہ اس کے یہودی مؤرخوں اور دیگر اناجیل سے بھی ان باتوں کا پتہ لگتا ہے اور ان اناجیل کے زیادہ معتبر ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سب تاریخی واقعات غلط ہوں۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لوقا نے نہ زکریا کو دیکھا نہ یحییٰ کو نہ حضرت عیسیٰ کو۔ یہ مؤرخ سنی ہوئی باتیں لکھتا ہے جس پر گمان ہو سکتا ہے کہ یا راوی نے غلطی کی یا خود لوقا سے سہو ہو گیا یا نسخہ میں اور غلطیوں کی طرح یہ بھی واقع ہوئی اور جو تطبیق کرو تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ عدد زبان عرب میں انحصار کے لئے نہیں ہوتا۔ ہمارے عرف میں کہتے ہیں: دو دن کی زندگی میں آدمی کیا کرتا ہے مراد تھوڑی زندگی ہے، اسی طرح تین روز سے یہ قلیل مدت مراد ہے جو تخمیناً دس مہینے مؤرخ نے بیان کئے۔ قرآن انجیل لوقا کی تصدیق کا مدعی نہیں۔[91]

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

1. حقانی، عبدالحق، مولانا، عقائد اسلام، ص: ۲۶۰-۲۶۱، ادارہ اسلامیات، انار کلی لاہور، ط:۱، ۱۹۸۸ء، (یہ حالاتِ زندگی حکیم محمد اسحق حقانی کے بیان کردہ ہیں۔)
2. الزرکلی، خیرالدین، الاعلام ۳/۳۸۲، دار العلم للملایین، بیروت
3. لکھنوی، عبدالحئی، نزھۃ الخواطر، ۸/۳۱۵، (مترجم: انوار الحق قاسمی) ط:۲۰۰۴ء، کراچی
4. عقائدِ اسلام، ص:۲۶۷
5. حقانی، عبدالحق، مولانا تفسیر حقانی ۲/۴۶ مکتبہ عزیزیہ، لاہور
6. ایضاً
7. ایضاً ۲/۴۶
8. البقرۃ: ۲۳، تفسیر حقانی، مقدمہ ۱/۸۳
9. ص ۳۴۲ تا ۳۵۱
10. تفسیر حقانی، مقدمہ ص:۸۹-۹۰
11. الطّور: ۳۳ تا ۳۴
12. بنی اسراءیل: ۸۸
13. ھود: ۱۳ تا ۱۴
14. یونس: ۳۸ تا ۳۹
15. البقرۃ: ۲۳-۲۴
16. عصرِ حاضر میں امریکیوں نے ایک کتاب The True Furqan کے نام سے شائع کی ہے جو مختلف مذاہب کی محرف وغیر محرف تعلیمات کا ملغوبہ ہے۔ اس مجموعہ تضادات کو قرآن کے مقابلے میں پیش کرنا اِن کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نیز اس کتاب کی عربی زبان بھی درست نہیں۔ علمائے اسلام اِس کی اغلاط کا پردہ چاک کر چکے ہیں۔
17. الحج: ۵۲
18. النجم: ۲۰
19. تفسیر حقانی، مقدمہ ۱/۵۰
20. حم السجدۃ: ۴۲
21. بنی اسرائیل: ۱۰۵
22. الحجر: ۹
23. الحج: ۵۲
24. تفسیر حقانی، ۱/۵۰
25. ایضاً ۱/۵۰-۵۱
26. ایضاً ۱/۵۱
27. ایضاً
28. تفسیر حقانی، مقدمہ ۱/۵۱-۵۲
29. البقرۃ: ۱۸۵
30. القدر: ۱
31. تفسیر حقانی، ۱/۱۰۱
32. ایضاً
33. البقرۃ: ۱۸۵
34. الدخان: ۳
35. القدر: ۱
36. البروج: ۲۲
37. حم السجدۃ: ۴۱-۴۲
38. البقرۃ: ۱۸۰
39. النساء: ۱۱
40. البقرۃ: ۲۴۰
41. البقرۃ: ۲۳۴
42. الانفال: ۶۵
43. الاحزاب: ۵۲
44. الاحزاب: ۵۰
45. المجادلۃ: ۱۲
46. تفسیر حقانی، ۱/۹۲
47. ایضاً
48. ۹:۱۸
49. کتاب مقدس، پیدائش: ۹ باب ۲ تا ۳، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، 1983ء

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

50 ا:۱۵ 51 پیدائش: ۳:۲ 52 ۸تا۱۱
53 رومیوں ۱۴:۱۴ 54 ا:۴۱ 55 ۳:۱۲
56 ۲۱:۲ 57 گلتیوں ۳تا۱۲ 58 ۱تا۲۹
59 ۱۰: ۱تا۶ 60 ۱تا۴۲
61 کتاب مقدس، (پرانا اور نیا عہد نامہ) لوقا ۹ باب ۱ تا ۶، بائیبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، 1983ء
62 لوقا ۲۲:۳۵تا۳۶
63 عبرانیوں ۷ باب ۸:۷ 64 گلتیوں ۱۳:۳ 65 تفسیر حقانی ۱/۹۲-۹۳
66 البقرۃ:۱۰۶ ☆سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الرجم، ح:۲۵۵۳،اس روایت کی اصل صحیحین میں بھی ہے، دیکھیے صحیح بخاری، ح:۶۸۲۹، مسلم، ح:۱۶۹۱۔
67 تفسیر حقانی ۱/۹۳ 68 الاحزاب:۵۲ 69 البقرۃ:۱۴۴
70 تفسیر حقانی، مقدمہ ۱/۹۳ 71 البقرۃ:۱۰۶ 72 بحوالہ سیوطی، اوّل، دوم ۶۴
73 سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، جلد دوم، نوع: ۴۷، دارالنشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور
74 Introduction to the Quran, Bell, Richarad, 1, 30, 37, 40-43
ایڈن برگ یونیورسٹی پریس، ایڈن برگ، 1958ء
75 ایضاً ص۴۴ 76 M. 8, Jeffery ہیرٹیج پریس، نیویارک، 1952ء
77 ایضاً 78 Magena, V-VII Preface، مانچسٹر یونیورسٹی پریس، مانچسٹر
79 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 35/XVIII، ف۱۶، دارالنشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور
80 ایضاً : 16/IX 81 Bell 1, 47, Jeffery M, 8، ایڈن برگ یونیورسٹی پریس، ایڈن برگ، 1958
82 Bell, I, 49 83 ایضاً 84 تفسیر حقانی، ۱/۹۹
85 ایضاً 86 باب:۱، ۱۹تا۲۳ 87 لوقا، ۵۷تا۶۵
88 تفسیر حقانی، ۳/۱۱۳ 89 کتاب مقدس، متی ۲:۲، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، 1983ء
90 یوحنا:۱۲-۲۵، کتاب مقدس، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، 1983ء
91 تفسیر حقانی، ۳/۱۱۳-۱۱۴

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.